تہذیبوں کا تصادم اور فکر اقبال

محمد شوکت علی

پی ایچ۔ڈی اردو (ریسرچ سکالر ،گیریژن یونی ورسٹی ،لاہور)

E-mail.address:shokata967@gmail.com

خلاصہ۔

اس مقالہ میں تہذیب کے معنی و مفہوم کی وضاحت کے ساتھ تہذیبوں کے تصادم پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دنیا کی بڑی تہذیبوں کے متصادم ہونے کے رجحان کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق تہذیبوں کے متصادم ہونے کی وجوہات کو پیش کیا گیا ہے۔اور ان تہذیبوں کو زیر بحث لایا گیا ہے جن میں تہذیبی رجحان کثیر کیفیت میں رونما ہو رہا ہے۔تہذیبی تصادم کی ہیئت و ساخت اور مفاہیم کو ادیبوں کے افکار و نظریات کی روشنی میں‌عیاں کیا گیا ہے۔تہذیبی تصادم اس وقت رونما ہوتا ہے جب ایک تہذیب دوسری تہذیب کے مفادات کو سلب کرنے کی کوشش کرتی ہے تو تہذیبی تصادم فروغ پاتا ہے۔تہذیبی تصادم کے ضمن میں سر علامہ محمد اقبال کے شعری جذبات اور تنقیدی و فکری مباحث کو عیاں کیا ہے۔اس دنیا میں دو بڑی تہذیبیں ہیں جن میں تصادم کی لہر زیادہ متصادم ہے وہ اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب ہیں۔ان دونوں تہذیبوں خدوخال کو اقبال کی شاعری کے زریعے ان کے تہذیبی تصادم کے متصادم پن کو واضح کیا ہے۔اقبال کے نزدیک مغربی تہذیب ہٹ دھرم اور مادیت پسند تہذیب ہے۔اس نے اپنے مفادات کی خاطر اسلامی تہذیب میں متصادم رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔فکر اقبال نے اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کی ریشہ دوانیوں کو بڑے عمیق انداز میں پیش کیا ہے۔مغربی تہذیب کا مقصد ہے کہ اسلامی تہذیب کو مفلوج کرکے اپنی اجارہ داری قائم کی جائے۔اقبال نے قیام یورپ کے دوران بہت گہرائی سے مغربی تہذیب و ثقافت کا مشاہدہ کیا ہے اور اس سائنسی انداز فکر کو اپنی شعری اور ادبی کاوشوں بڑے کرینے سے پیش کیا۔ان کی اردو اور فارسی شاعری میں معاشرتی اقدارو‌روایات کی نشان دہی ہوتی ہے مغربی ممالک کو اسلامی تہذیب و ثقافت سے کوئی سرو کار نہیں۔مغربی تہذیب صرف اور صرف اپنی اجارہ داری اور حکمرانی چاہتی ہے۔اسی لیے اس نے مشرق وسطیٰ میں کہرام مچایا ہوا ہے،عالم اسلام کو غلام بنانے اور اپنی حاکمیت قائم کرنے کے ناپاک ارادے لیے مغربی دنیا نے ملتِ اسلامیہ پر کشیدگی کی فضا قائم کی ہوئی ہے۔اقبال نے بھی اپنے افکارو نظریات میں مشرق اور مغرب کی تہذیب و ثقافت کے متصادم رویوں کو عیاں کیا ہے۔

تہذیب کو انگریزی میں‌Civilization کہتے ہیں‌اور اس کے معانی تربیت،اصلاح اور درستی کے ہیں۔انسانی معاشرے میں تہذیب اس کے تمدنی،معاشرتی،تکنیکی اور ذہنی پہلوئوں کو اجاگر کرتی ہے۔کسی قوم کا نظریاتی علم ہی اس کی تہذیب کی نشان دہی کرتا ہے۔تہذیب و ثقافت میں‌وحشیانہ پن اور غیر محفوظ طرز عمل موجود نہیں ہونا چاہیے بل کہ اس میں‌امن و امان،انسانی فلاح و بہبود،مادی و روحانی اور آسودگی و انبساط کے عناصر موجود ہوں۔تہذیب انسانی معاشرے پر طبعیاتی اور سماجی دونوں طرح سے اثر انداز ہوتی ہے اور انسانی معاشرے کے داخلی اور خارجی حالات کو بھی عیاں کرتی ہے۔بقول ڈاکٹر طاہر حمید تنولی:

"قومی انگریزی اردو لغت میں‌Civilizationکا مفہوم تمدن،مذہبیت،تہذیب و تمدن،اصلاح،تربیت ،درستی،شائستگی اور تمدنی ترقی بیان کیا گیا ہے۔"[۱]

تہذیب یا کلچر کسی بھی معاشرے کے سماجی،اخلاقی،مذہبی،سیاسی اور معاشی پہلوئوں کو پیش کرتی ہے۔اس میں سیاسی اور قومی شعور،وطنی شعور اور اجتماعی و تہذیبی شعور کے تشخص کو پیش کیا جاتا ہے۔دور حاضر میں دو بڑی تہذیبیں‌ہیں،اسلامی تہذیب اور‌مغربی تہذیب۔ان دونوں تہذیبوں کے درمیان تصادم اور کشمکش کی لہر پائی جاتی ہے۔تہذیبی تصادم کے بارے میں ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سموئیل پی ہنٹنگٹن نے نظریہ پیش کیا جو ۱۹۹۳ء میں Foreign Affairsنامی میگزین میں‌بعنوان'تہذیبی تصادم کیا ہے؟(The Clash of civilization)شائع ہوا۔بقول سموئیل:

”موجودہ دور میں تہذیبی تصادم دنیا کے امن و امان کے لیے
سب سے بڑا خطرہ ہے اور ایسا عالمی نظام جو تہذیبوں
کی بنیاد پر مبنی ہو وہ عالمی جنگ کے خلاف ایک یقینی تحفظ
ہے۔“[۲]

دنیا میں جن تہذیبوں کے درمیان تصادم پایا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مغربی تہذیب
۲۔ کنفیوشنی(چینی) تہذیب
۳۔ جاپانی تہذیب
۴۔ اسلامی تہذیب
۵۔ ہندو تہذیب
۶۔ Slavic orthodoxتہذیب
۷۔ لاطینی امریکی تہذیب
۸۔ افریقی تہذیب

ان تہذیبوں میں سب سے زیادہ متصادم تہذیبیںدو ہیں ۔ایک اسلامی تہذیب اور دوسری مغربی تہذیب۔اسلامی تہذیب کے ساتھ زیادہ متصادم تہذیبیں –جاپان،روس،افریقی،مغرب،لاطینی امریکی اور پاکستان کا ہمسایہ ملک بھارت بھی اس تصادم میں کار فرما ہے جبکہ چین کم متصادم ملک ہے۔اسلامی اور چینی تہذیبوں میں مغربی تہذیب سے متصادم پن نظریاتی یا اقتصادی تو ہے ہی بلکہ ثقافتیCulturalطور پر بھی پایا جاتا ہے۔تہذیبی تصادم سیاسی اور مذہبی اقدار کو غالب کرنے کے لیے رونما ہوتا ہے۔تہذیبی تصادم مختلف ممالک کے درمیان ان کے اپنے مقاصد و مفادات کی وجہ سے ہوتا ہے جن ممالک میں زبان،مذہب،اقدارروایات،ادارہ جات اور ثقافت مشترک ہے ان ممالک میں تصادم کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

تہذیب ایک سماجی نظام(Social Order)ہے اور ثقافت اس میں پروان چڑھتی ہے۔تہذیب و ثقافت کی ترویج میں چار بنیادی عناصر کار فرما ہیں:

۱۔ اقتصادی اہتمام
۲۔ سیاسی نظام
۳۔ اخلاقی اقدار
۴۔ علم و فن کی جستجو

دنیا میں جتنے بھی عظیم مذاہب ہیںان میں اسلام ایک واحد مذہب ہے جس میں یہ چاروں عناصر موجود ہیں۔جبکہ ہندو اور عیسائی مذاہب سیاسی اور اقتصادی نظام میں اس طرح مستحکم نہیں۔مغربی تہذیب اور مغربی حکومتوں نے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کے خلاف سرد جنگ شروع کی ہوئی ہے۔وہ مشرقی ممالک کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔عراق،فلسطین،شام اور برما جیسے ملکوں میں مغربی تہذیب کی ترقی و ترویج کے لیے کس طرح ہٹ دھرمی،عصبیت،منافقیت اور سفاکیت ڈھائی جا رہی ہے۔مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔کشمیر میں بھارت نے مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی ہے اور اسی طرح پاکستان اور افغانستان میں آئے دن دشت گردی کے واقعات کا رونما ہونا،اس جارہانہ رویے کی پشت پناہی میں مغربی ممالک اور امریکہ سرفہرست ہے۔امریکہ عرب ممالک پر اپنا تسلط قائم کر کے اسلامی تہذیب کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے تاکہ دنیا میں اس کی اجارہ داری قائم ہو سکے اور دوسری تہذیبوں کو اپنے طاقت کے بل بوتے سے مفلوج کیا جاسکے۔قدرت کا قانون ہے کہ ہر عروج کے بعد زوال رونما ہوتا ہے۔تہذیبوں میںعروج وزوال رونما ہوتا رہتا ہے۔مغربی تہذیب جس کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے اس میں بھی فساد اور خستہ حالی میں اضافہ ہو رہا ہے،لیکن پھر بھی مغربی تہذیب دوسری تہذیبوں کو کمزور کرنے اور ان کی اجارہ داری کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔معید الظفر لکھتے ہیں:

”مغربی تہذیب جس کی نمائندگی موجودہ دور میں امریکہ کر رہا
ہے اس قانون قدرت کے خلاف جا کر اپنی
بالادستی و برتری کو محفوظ کرنا چاہتی ہے جو باالفاظ دگر زمانہ کی
گردش کو روکنے کے مترادف ہے۔“[۳]

مغربی تہذیب ہر طرح سے اسلامی تہذیب کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔مغربی تہذیب نے ذرائع ابلاغ جیسے ریڈیو،ٹیلی ویژن،اخبار و جرائد،انٹرنیٹ،کتاب،تمثیل،نغمہ و فلم،فن و حسن اور ملبوسات کی نمائش وغیرہ گو ہر طرح سے مغربی تہذیب،اسلامی تہذیب پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔مغربی تہذیبیں ہر طرح سے مشرق وسطیٰ میں اپنے رعب و دبدبہ کو قائم کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔وہ اپنی اقدار وروایات،مذہب و ثقافت کو دوسری تہذیبوں میں رائج کر کے اپنا علم پوری دنیا میںلہرانے کے خواہاں ہیں اوران کا سب سے بڑا ہدف اسلامی تہذیب ہے۔اسلامی تہذیب کو اپنا غلام بنا کر مغربیت ساری دنیا میں عام کرنے کے لیے کوشاں ہے۔مغریب نے ہمیشہ پورے عالم اسلام کواپنے ماتحت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اقوام متحدہ نے بھی ہمیشہ مغربی اتحادیوں اور امریکی مفادات کو سراہا ہے۔اس نے اسرائیل اور امریکہ کے خلاف آواز اٹھانے والے ممالک کو ہمیشہ فراموش کیا ہے۔مغربی تہذیب کو آفاقی (Universal)تہذیب تصور کیا جاتا ہے جبکہ اس نے اپنی ساکھ کو قائم کرنے کے لیے مشرق وسطیٰ اور دوسرے ممالک جومغربی تہذیب سے الگ تہذیب و ثقافت رکھتے ہیں،وہاں ظلم وبربریت کی جنگ شروع کی ہوئی ہے اور اس سے تہذیبی تصادم بڑھتا جارہا ہے۔گلوبلائزیشن سے مغربی ممالک نے مشرقی دولت کو لوٹنا شروع کیا ہوا ہے جس سے مشرقی ممالک غریب سے غریب تر ہوتے جارہے ہیں اور مغربی ممالک معاشی طور پر مستحکم ہوتے جارہے ہیں۔بقول معیدالظفر:

"جہاں تک اس گلوبلائزیشن کا تعلق ہے اس نے نہ صرف معاشی اور سیاسی میدانوں کو متاثر کیا ہے

بلکہ فن،ادب،ثقافت اور اسلامی تہذیب کو بھی اس نے سبوتاژ کرنے کی مذموم کوشش کی ہیں"[۴]

مغربی تہذیب برہنہ،خود غرض،غیر ذمہ دار اور مادہ پرست تہذیب ہے۔مادہ پرستی کی وجہ سے اخلاقی اور روحانی طور پر ایک مفلوج تہذیب ہے اور اسلامی تہذیب اخلاقی اور روحانی لحاظ سے ایک پائدار تہذیب ہے۔اس میں عالم گیریت کے واضح عناصر موجود ہیں۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال(۱۸۷۷ء -۱۹۳۸ئ)اردو زبان و ادب کے شاعر ہی نہیں ہیں بلکہ وہ دنیا کے عظیم مفکراور فلسفی ہیں۔انھوں نے جہاں مشرقی علوم و فنون کا مطالعۂ کیا ہے وہاں مغربی تہذیب کو بھی بغور مشاہدہ کیا ہے۔اس سے ان کے سائنسی انداز فکر کا بھی پتہ چلتا ہے۔انھوں نے بڑے عمیق انداز سے مشرقی اور مغربی تہذیبوں کا جائزہ لیا ہے اوربڑے جرأت مند انداز میں مغربی تہذیب و تمدن کا نشانہ بھی بنایا۔شاید اس لیے ہی ان کو مولاناابوالحسن ندوی نے مشرق کا سب سے بالغ النظر مفکر تصور کیا تھا۔

اقبال نے ۱۹۰۵ء میں قیام لندن میں مغربی تہذیب کو محسوس کیا۔چار سالہ قیام یورپ کے دوران انھوں نے یورپ کی مغربی تہذیب کے بڑھتے ہوئے رجحان،روایت شکنی اورصنعتی انقلاب کے خطرناک اثرات کو محسوس کیا۔۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم برپا ہوئی،جس سے بے پناہ تباہی ہوئی۔۱۹۱۷ء میں روسی انقلاب اور پھر ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ اور مطالبہ فلسطین کی بڑھتی ہوئی اہمیت نے اقبال کی فکر و سوچ مزید تقویت دی،جس سے انھوں نے مسلمانوں کے مستقبل،عالم اسلام میں ان کی اہمیت اور ان کے روشن مستقبل کے بارے میں غورو فکر کیا۔اقبال نے ہمیشہ حق بات کی تائد کی اور وہ کبھی بھی مغربی تہذیب کے مخلص مقلد اور پیروکار نہیں تھے۔البتہ وہ سائنسی،تکنیکی اور ٹیکنالوجی میں۵ مغربی تہذیب کی ترقی و ترویج کے قائل تھے۔

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور

کہ مرد سادہ بیچارہ زن شناس نہیں[۵]

نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں

چہرہ روشن ہو تو کیا حاجت گلگونہ فروش[۶]

اقبال بیک وقت فلسفی،شاعر،ادیب،قانون دان،سیاست دان اور ماہرِعمرانیات سب کچھ تھے۔وہ مغربی تہذیب اور ان کے مادہ پرست ذہنیت سے خوب واقف تھے اور مستقبل میں مغربیت کے اسلامی تہذیب پر ناہمواررویوں اور اثرات سے با خوبی آگاہ تھے۔اقبال کے نقطۂ نظر میں بلند فکر اور عالم گیریت کا عنصر عیاں ہے۔اس ضمن میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کا فرمان ہے:

"اقبال کی ادبی شخصیت عالمگیر ہے۔وہ بڑے ادیب ،بلند پایہ شاعر اور مفکر اعظم تھے،لیکن اس حقیقت میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت بڑے سیاست دان بھی تھے۔۔۔۔۔۔مرحوم دورحاضر میں اسلام کے بہترین شارح تھے کیونکہ اس زمانے میں اقبال سے بہتر اسلام کو کسی نے نہیں سمجھا۔مجھے اس امر کا فخر حاصل ہے کہ ان کی قیادت میں ایک سپاہی کی حیثیت سے کام کرنے کا مجھے موقع مل چکا ہے۔میں نے ان سے زیادہ وفادار رفیق اور اسلام کا شیدائی نہیں دیکھا۔"[۷]

اقبال کا نقطۂ نظر واضح اور صاف ہے وہ حق اور سچ کے حامی ہیں۔ان کے احساسات و جذبات میں حق گوئی اور حقیقت پسندانہ افکار کی وآبیاری ہوتی ہے۔ان کی یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ مخالفت نہیں کرتے بلکہ بڑے جرأت مند اورپر معنوی انداز میں تہذیب و تمدن پر تنقید کرتے ہیں۔ناامیدی ،مایوسی،افسردگی اور پسماندگی ان کا شیوہ نہیں ہے بلکہ ان کا نقطۂ نظر وسیع اور پر مغز ہے۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

نہ ابلۂ مسجد ہوں ،نہ تہذیب کا فرزند[۸]

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی[۹]

اقبال کا نظریہ فکر انسانی زندگی کے گونا گوں تقاضوں کی تکمیل کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کی طرف راغب کرتا ہے۔تہذیب کے برعکس مذہب اصول و ضوابط اور قانون وضع کرتا ہے تاکہ زندگی کے نصب العین کو حاصل کیا جا سکے۔ان کا فکر و فلسفہ قابل عمل اور قابل ستائش ہے۔ان کی شاعری تخیلاتی نہیں بلکہ انسان کو فکروعمل کی طرف راغب کرتی ہے۔ان کا فلسفہ زندگی اسلام کے اصولوں پر چلتے ہوئے نئے زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ان کے نظریات و تصورات میں زندگی کے اسرار کو سمجھنے کے اثرات پائے ہیں۔زندگی سے متعلق فرد اور قوم کے تناظر میں صوفی تبسم رقم طراز ہیں:

"اقبال کی شاعری کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے فقط زندگی کو شاعری اور شاعری کوزندگی سے

وابستہ ہی نہیں کیا بلکہ زندگی کے تصور کو بھی خواہ وہ فرد کی زندگی ہویا قوم کی بلند تر کر دیا۔"[۱۰]

اقبال کے نظریہ فکر میں ملتِ اسلامیہ کی ترقی و ترویج کے اثرات عیاں ہیں۔ان کے ہاں اسلامی تہذیب کی پاسداری کا سبق ملتا ہے اور وہ کسی صورت بھی اسلامی اقدار و روایات ،تہذیب و ثقافت پر مغربی تہذیب کی اجارہ داری کو گوارہ نہیں کرتے ہیں۔وہ اسلامی تہذیب کو عالمگیر تقاضوں پر محیط کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور مغربی تہذیب سے مادہ پرستی کو اپنے روحانی خیالات و تصورات پر کبھی بھی حاوی ہونے کا درس نہیں دیتے۔انھوں نے مغربی تہذیب کو اسلامی تہذیب کے لیے تباہ کن اور پراگندہ ذہنیت کی مالک تہذیب تصور کیا ہے۔ڈاکٹر گلشن طارق رقم طراز ہیں:

"اقبال کی فکر کا مرکز ملت بیضا تھی۔وہ شب و روز اسی فکر میں غلطاں رہتے کہ کس طرح ملتِ اسلامیہ کو تباہی و بربادی کے گڑھے سے نکالا جائے۔"[۱۱]

اقبال کے تہذیبی افکار کو وسیع معنوں میں دیکھا جا سکتا ہے کیوں کہ ان کی نظم اورنثر دونوں میں انسانی مسائل کا سامنا ہے۔اقبال کی فکر آج کے جدید انسان کی فکری اور عملی تقاضوں کی آبیاری کرتی ہے۔انھوں نے فکری لحاظ سے قومی اور ملی جذبے کو غیر معمولی اہمیت دی ہے اور ہمارے لیے تصور خدا،تصور کائنات اور تصور انسان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ ان تمام پہلوئوں کو کس تناظر میں دیکھنا چاہیے۔اقبال کی فکری وسعت کے ضمن میں ڈاکٹر طاہر حمید تنولی لکھتے ہیں:

"اقبال کی شاعری میں ہمیں ان کا آہنگ رومی کی طرح حیات افروز و عمل انگیز،ملٹن کی طرح پر شکوہ،حافظ کی طرح نشاطیہ،دانتے کی طرح گہرا،غالب کی طرح کشادہ،بائرن کی طرح ہموار اور گوئٹے کی طرح پر سوز نظر آتا ہے۔"[۱۲]

اقبال کی نظریاتی فکر عالمی سطح پر کشادگی کی حامل ہے۔ان کی شاعری میں وسعتِ نظری کے عظیم نمونے موجود ہیں جو مشرق کے کسی دوسرے شاعر کے ہاں اس قدر موجود نہیں۔اس بات کی طرف اشارہ اغیار بھی کرتے ہیں۔لارڈ لوتھین نے کہا تھا کہ عالم اسلام ہی نہیں بلکہ تمام مشرق میں اقبال جیسا اثر انداز مفکر اور کوئی نہیں۔اقبال کی فکر میں عالمی سماجی نظام(Universal Social Reconstraction)کا عنصر بھی نمایاں ہے۔انھوں نے نکلسن کے نام خط میں یہ واضح کیا کہ میری فارسی نظموں کا مقصد اسلام کی وکالت نہیں بلکہ میں عالمی سماجی نظام کی تشکیل چاہتا ہوں۔یعنی اسلامی تہذیب ہی ایک ایسی تہذیب ہے جو رنگ نسل،ذات پات اور رتبہ و درجہ کے تمام امتیازات کو مٹانے کا درس دیتی ہے۔

فکر اقبال میں پاکستان کے وجود میں آنا بھی شامل ہے۔مسلم دنیا کے مسائل کو عالمی و سیاسی تناظر میں اقبال ہی کے افکار میں دیکھا جا سکتا ہے۔انھوں نے تہذیبی تصادم اور ان کے باہمی مسائل کو بھی اپنی شعری کاوشوں میں پیش کیا۔اقبال نے نہ صرف تہذیبی کشمکش کو مختلف زاویوں سے پیش کیا بلکہ ان سے پیدا ہونے والے مسائل کی بھی نشان دہی کی۔تہذیبوں کے باہمی مسائل کے رونما ہونے اور ان کے نقصانات اور ان کے مسائل کے حل کرنے کی ترغیب اپنی نظم و نثر میں پیش کی۔قیام یورپ کے دوران اقبال مغرب کے فکری اور علمی دریچوں سے خوب واقف ہو چکے تھے اور انھوں نے پیشن گوئی کی تھی کہ مغرب کی تہذیب اپنی ناپائیداری کے خود اسباب پیدا کرے گی اور تباہ و برباد ہو جائے گی۔

دیار مغرب کے رہنے والو!خدا کی بستی دکاں نہیں ہے

کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِکم عیار ہو گا

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہو گا [۱۳]

یورپ نے تکنیکی اور مادی طور پر تو خوب ترقی کی ہے،لیکن ثقافتی اقدار،اخلاقی پہلوئوں اور روحانیت کے تسکینی انداز فکر کو نظر انداز کر دیا ہے۔مغربی تہذیب کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو وہ ایک برہنہ،آوارگی اور بے چینی سے دو چار کیفیت کی حامل تہذیب ہے۔اقبال اسلامی تہذیب و تمدن کے بہت بڑے علم بردار تھے۔انھوں نے عالم اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔اس ضمن میں زاہد چودھری لکھتے ہیں:

"وہ بسویں صدی میں عالم اسلام کے زوال اور بالخصوص مسلمانان ہند کی زبوں حالی پر بہت اشکباری کرتے تھے۔

ان کے دل میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بے پناہ درد تھا۔"[۱۴]

علامہ اقبال نے اقوام کی ترقی اور زوال میں افراد کی اہمیت کو اجاگر کیا اور تہذیبوں کی ترقی کے لیے افراد کی اجتماعیت پرزور دیا۔انھوں نے اپنے نظریہ تغیر کو قرآن پاک کی روشنی میں پیش کیا۔جس میں انھوں نے اقوام کی تہذیب و تمدن کی پائیداری اور زندگی کی بقا کی حقیقت کو نظریہ تغیر میں عیاں کیا۔اسلامی تہذیب و ثقافت میں جمود کے سخت خلاف تھے۔ان کے افکار و نظریات میں اجتہاد کرنے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔جمود کو توڑنے کے لیے اجتہاد پر زور دیا گیا ہے۔ان کے نزدیک اسلامی تہذیب غیر اسلامی تہذیبوں سے پاک اور صاف تہذیب ہے۔اسلامی تہذیب میں قدیم اور جدید رجحانات اقبال کے خطبات میں عیاں ہیں۔محمد شریف بقا رقم طراز ہیں:

"اقبال کا ماننا تھا کہ اسلام اپنے ماخذالہام کی بنا پر قدیم لیکن اپنی روح کے لحاظ جدید دور سے تعلق رکھتا ہے۔"[۱۵]

اقبال نے قوم پرستی(Nationalism)کو نہ صرف ملتِ اسلامیہ کے لیے مفر قرار دیا ہے بلکہ اقوام مغرب کے لیے بھی زوال قرار دیا ہے۔عالم اسلام میں وطنی قومیت کا تصور علاقوں اور ملکوں سے بالاتر ہے اور اسلامی تہذیب پان اسلامک تہذیب (Pan-Islamic Civilization)ہے۔وہ مسلمان کو وطن سے منسوب نہیں کرتے بلکہ اسلام سے منسوب کرتے ہیں۔مسلم ملت کو مقام و ملک کی حدود و قیود سے کوئی سرو کار نہیں۔عالم اسلام میں کوئی جغرافی حد بندی کی پابندی نہیں ہے۔

ہے اگر قومیتِ اسلام پابندِ مقام

ہند ہی بنیاد ہے اس کی نہ فارس نہ شام[۱۶]

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے

اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے[۱۷]

تہذیب کا کمال شرافت کا زوال

غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش[۱۸]

دور حاضر میں دیکھا جائے تو مغربی تہذیب سائنس اور ٹیکنالوجی میں اسلامی ممالک سے کہیں آگے ہے،لیکن اس نے سائنسی علوم میں ترقی اسلامی تہذیب و ثقافت سے استفادہ کر کے ہی کی ہے۔عربی تہذیب نے سب سے پہلے سائنس میں ترقی کی ،لیکن خواب غفلت میں پڑجانے سے مغرب جاگ گیا اور سائنسی و معاشی طور پر ترقی و ترویج کر گیا۔مغرب نے اسلامی علوم و فنون سے استفادہ کیا اور ترقی کی منازل طے کرتا گیا۔جبکہ اس کے برعکس اسلامی تہذیب نے اپنے علوم و فنون ،قرآن و سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیاہے۔یہی اسلامی تہذیب کی سب سے بڑی ناکامی ہے،غوروفکر ،تحقیق و تجزیہ کرنے کے بارے میں قرآن پاک میں بھی کہا گیا ہے،لیکن ہم اس پر عمل پیرا نہیں،یہی عالم اسلام کی سب سے بڑی ناکامی ہے۔

بجھ کے بزمِ ملتِ بیضاپریشان کر گئی

اور دیا تہذیب حاضر کا فروزاں کر گئی[۱۹]

فکر اقبال جمود کے خلاف ہے اور اجتہاد کو امتِ مسلمہ کے لیے ترقی کا ضامن قرار دیتی ہے۔اجتہاد اور جہاد سے مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت و وقارحاصل کر سکتے ہیں۔خواہ مغرب نے مادی طور پر کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لی ہو،لیکن وہ روحانی طور پر غم و الم،اور انتشار و پراگندگی سے بھرے ہوئے ہیں۔اقبال کی فکر نے مغرب کی تقلید کا درس نہیں دیابلکہ ان کے تہذیبی ،معاشی اور سیاسی نظام کو اسلامی تہذیب کے لیے مضر قرار دیا ہے۔عالم اسلام کی ناکامی کی بڑی وجہ یہ ہے کے اس نے غیر اسلامی تہذیبوں کی تقلید کرنا شروع کر دی ہے،جس کی وجہ سے اسلامی تہذیب اپنا تشخص کھوتی جا رہی ہے۔اسلامی تہذیب میں اندرونی انتشار،تعصب،نفاق،بخل اور منافقت جیسی برائیوں نے گھر کر لیا ہے۔فکر اقبال ان زوال اموز رویوں سے

بچنے کی تلقین کرتے ہیں اورانسانی فلاح و بہبود ،محبت و اخوت اور بھائی چارے کے ساتھ امت ِاسلامیہ کی توجہ مرکوز کرنے کے قائل ہیں۔

ربط و ضبط ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر[۲۰]

وضع میں تم ہو نصاریٰ،تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود[۲۱]

فکر اقبال مغرب کی تہذیب و ثقافت سے اسلامی تہذیب کو دور رہنے کی طرف محو ہے کیوں کہ اقبال نے اپنے سفر یورپ میں‌مغربی تہذیب کے اثرات کو خوبھانپ لیا تھا۔انھوں نے ملتِ اسلامیہ میں پیوست ہو جانے والی غیر تہذیبی رویات و اقدار کو اپنانے سے منع کیا ہے اور نئی تہذیب کو گندے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔مغربی تہذیب کبھی بھی اسلامی تہذیب وثقافت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے کیوں کہ اسلامی تہذیب و ثقافت میں اسانیت کے خیر وعافیت کے عظیم گوہر پنہاں ہیں۔اسلامی تہذیب تمام دنیا میں امن و امان قائم کرنے کی تلقین کرتی ہے اورہر بری چیز سے منع کرتی ہے

تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تارک تر[۲۲]

اقبال نے جمہوری آزادی اور جمہوریت کو مغربی تناظر میں مشرقی تہذیب و ثقافت کے لیے خطرہ تصور کیا ہے اور آج مشرق وسطیٰ میں مغربی ممالک کی جانب سے کیے جانے والے حملے اقبال کی فکر ی تصور کی عکاسی کرتی ہیں۔آج مسلم امہ کو ہر طرح سے رسوا اور بدنام کیا جا رہا ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔اقبال مغریب کی اس اسلام دشمنی سے خوب آشنا تھے ۔ان کے افکار و نظریات میں مغربی تہذیب کے اسلامی تہذیب کے خلاف واضح اثرات پائے جاتے ہیں۔مغربی تہذیب سیاسی،مذہبی،سماجی،اقتصادی ومعاشی طور پر اسلامی تہذیب سے جداگانہ نظریات کی حامل تہذیب ہے۔جبکہ مغربی تہذیب میں مذہبی تعصب،نفرت ،بغض،قینہ،فتنہ و فساد اور ظلم و جبر جیسے عناصر پائے جاتے ہیں۔اسلامی تہذیب امن و امان،ایثار و محبت،فلاح و بہبود اور بھائی چارے کا درس دیتی ہے۔اقبال نے بھی اپنی شعری کاوشوں اور افکارو نظریات میں‌ایسے ہی خیالات و تصورات کا اظہار کیا ہے۔اقبال نے اسلامی تہذیب کو عالم انسانیت کے لیے عالمگیریت کی حامل تہذیب قرار دیا ہے۔یہ ہر مذہب کے لیے امن و امان کی راہ ہموار کرتی ہے۔جبکہ مغربی ممالک اسلامی تہذیب کو دہشت گرد اور متعصب رویوں کی حامل تہذیب قرار دینے پر گامزن ہے اس رویے کے پیچھے مغربی ممالک کی سازش ہے۔اقبال اس کے بر خلاف ہے اور اسلامی روایات و اقدار کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمی

حوالہ جات

[۱]طاہر حمید تنولی،ڈاکٹر۔معاصر تہذیبی کشمکش اور فکر اقبال۔لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۱۳ئ،ص:۵۱

[2] Samuel P . Hungtington-The Clash of civilization and The Remaking of world order-Dehli:Penguin Books,1997 p.321

[۳]معید النظر۔تہذیبی تصادم اور فکر اقبال۔سرینگر:انسٹی ٹیوٹ یونیورسٹی آف کشمیر،۲۰۰۴ئ،ص ۶۷

[۴]ایضا،ص۸۸

[۵]اقبال،سر محمد۔کلیاتِ اقبال:اردو۔علی گڑھ:ایجوکیشنل بک ہاؤس،۱۹۹۵،ص ۵۹۹

[۶]ایضا،ص۳۶۷

[۷]محمد علی، قائداعظم۔فلیپ،کلیاتِ اقبال۔جہلم:بک کارنر شو روم،۲۰۱۲ء

[۸]اقبال،سر محمد۔کلیاتِ اقبال:اردو۔علی گڑھ:ایجوکیشنل بک ہاؤس،۱۹۹۵،ص۳۱۳

[۹] ایضا،ص۳۰۲

[۱۰]صوفی تبسم۔علامہ اقبال صوفی تبسم کی نظر میں۔لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۸۳ئ،۸۱

[۱۱]گلشن طارق،ڈاکٹر۔فروغ اردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ۔لاہور:فکشن ہاؤس،۲۰۱۲ئ،ص۲۵۹

[۱۲]طاہر حمید تنولی،ڈاکٹر۔معاصر تہذیبی کشمکش اور فکر اقبال۔لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۱۳ئ،ص۶۴

[۱۳]کلیاتِ اقبال۔ص ۱۴۱

[۱۴]زاہد چودھری۔مسلم پنجاب کا سیاسی ارتقائ۔تکمیل و ترتیب:حسن جعفر زیدی،لاہور:ادارۂ مطالعہ تاریخ،۲۰۱۳ئ،ص۲۵۷

[۱۵]محمد شریف ،بقا۔خطباتِ اقبال :ایک جائزہ۔اقبال اکیڈمی پاکستان،۱۹۹۱،ص۹۳

[۱۶]کلیات اقبال،ص۱۴۷

[۱۷]ایضا،ص۱۶۰

[۱۸] ایضا، ص ۶۰۷

[۱۹] ایضا، ص ۱۴۶

[۲۰] ایضا، ص۲۶۵

[۲۱]ایضا، ص۲۰۳

[۲۲]ایضا، ص۱۱۶۵۰

[۲۳]ایضا،ص۲۴۸